امام ابراھیم نخعی

(۲)

(مولانا ابو محفوظ الکریم صاحب معصومی اُستاذ مدرسہ عالیہ کلکتہ)

امام نخعی کے جمیع مراسیل صحیح ہیں، سوائے دو حدیثوں کے، ایک تاجر البحرین والی حدیث[1] اور دوسری حدیث الضحک[2]

بہ قول ابن معین[3] حضرت سعید بن المسیب کے مراسیل دیگر ائمہ کے مراسیل سے زیادہ[4] صحیح ہیں۔ حضرت امام شافعی فرماتے ہیں:-

"وانما قبلت[5] مراسیل سعید بن المسیب لانی تتبعتها فوجدتها مسانید واکثر ما رواه مرسلا انما سمعه عن عمر رضی اللہ عنہ"

میں نے سعید بن المسیب کے مراسیل کو قبول کیا، اس لئے کہ تلاش و تتبع کے بعد میں نے ان کو مسند پایا، اور اکثر روایت جسے انھوں نے مرسلاً روایت کی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مسموع ہے۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:-

مرسلات[6] سعید أصح المرسلات — سعید کی مرسل روایتیں اصح المرسلات ہیں

امام نخعی کے مراسیل کے متعلق امام احمد بن حنبل کا خیال حسب ذیل ہے:-

ومرسلات[7] ابراهیم لا بأس بها — اور ابراہیم کے مراسیل میں کوئی حرج نہیں

---

[1] البیہقی فی السنن ج ۱ ص ۱۴۸، الطحاوی فی شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۱۳۲، الزیلعی فی النصب ج ۱ ص ۴۰ عن ابی معین [2] تدریب ص ۷۰، تہذیب: ج ۱ ص ۱۷۷ [3] کتاب التحقیق، عبدالعزیز بخاری ص ۱۴۸ [4] تدریب: ص ۶۹ [5] تدریب: ص ۶۹ [6] امام نخعی کے متعلق امام احمد بن حنبل کا مزید خیال ابو زرعہ عبدالرحمن بن عمرو بن صفوان دمشقی (بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

کوفہ میں امام نخعی کے ہمسر امام شعبی تھے، وہ بھی کثیر الارسال تھے، فنِ جرح و تعدیل کے مشہور امام ابن معین امام نخعی کے مراسیل کو امام شعبی کے مراسیل پر ترجیح دیتے ہوتے کہتے ہیں:۔

مراسیل ابراھیم أحب الیّ من مراسیل الشعبیؒ	ابراہیم کے مراسیل میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں شعبی کے مراسیل سے۔

مراسیل نخعی کے متعلق امام ابن معین ہی کا قول ہے:

أعجبُ الیّ من مرسلات سالم بن عبداللہ والقاسم وسعید بن المسیب	نخعی کے مراسیل، سالم بن عبداللہ، قاسم اور سعید بن المسیب کے مراسیل سے زیادہ پسندیدہ ہیں

امام بیہقی (م ۴۵۸ھ) نے امام نخعی کے ان مراسیل کو قابل قبول ٹھہرایا ہے جن کا تعلق حضرت ابن مسعودؓ سے ہے۔

ایک دفعہ امام نخعی سے ان کے شاگرد ابو ہاشم نے پوچھا کہ کیا آپ کو کوئی مسند حدیث نہیں ملی ہے؟ تو امام موصوف نے کہا ضرور ملی ہے لیکن قال عبداللہ، قال علقمہ، قال الاسود کہتے ہیں زیادہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کے مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہوتا ہے:۔

"قال سمعت احمد بن حنبل یسأل عن سفیان ومالک اذا اختلفا فی الروایۃ فقال مالک اکبر فی قلبی، قلت فمالک والاوزاعی اذا اختلفا، فقال مالک احب الیّ وان کان الاوزاعی من الائمۃ قیل لہ فمالک وابراھیم النخعی فقال ھذا ـــ کأنہ شنعہ ـــ صنعہ مع أھل زمانہ"	"امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا، کہ سفیان اور مالک میں جب اختلاف ہو تو کس کو ترجیح دی جائے گی؟ کہا میرے دل میں مالکؒ کی وقعت زیادہ ہے میں (ابو زرعہ) نے کہا اور جب مالک و اوزاعی میں اختلاف ہو؟ تو کہا مالک کو میں زیادہ پسند کرتا ہوں گرچہ اوزاعی ائمہ میں سے ہیں۔ پھر سوال کیا گیا اگر مالک اور ابراہیم نخعی میں اختلاف ہو؟ تو کہا ان کو اپنے معاصرین کے ساتھ رکھو۔ گویا امام موصوف نے تشنیع کی"۔
(الانتقاد لابن عبدالبر القرطبی ص۳۰)	

۱؎ تدریب: ص ۷۰، تہذیب: ج ۱ ص ۱۷۷ ۲؎ تدریب: ص ۷۰ ۳؎ تہذیب: ج ۱ ص ۱۷۷
۴؎ طبقات ابن سعد ج ۶ (نخعی)

آسانی ہوتی ہے۔

اعمش نے امام نخعی سے کہا کہ ابن مسعود کی روایت سند کے ساتھ بیان کیجئے تو نخعی نے کہا۔

اذا حدثتکم عن رجل فہو الذی سمعت ــ جب کسی کا نام لے کر حدیث بیان کردوں تو سمجھو

واذا قلت قال عبداللہ فہو عن غیر ــ کہ صرف اسی سے میں نے سنا اور جب کہوں کہا

واحد عن عبداللہ ــ عبداللہ نے تو سمجھ لو کہ عبداللہ سے روایت کرنے

والے ایک سے زائد ہیں۔

گویا نخعی نے اعمش کو اپنا اصول بتادیا ہے جس کا خلاصہ امام طحاوی کی زبانی سنیئے:

قال ابوجعفر فاخبرنی ان ما ارسلہ ــ ابوجعفر نے کہا: پس (امام) نخعی نے یہ بتادیا کہ ان

عن عبداللہ فمخرجہ عندہ اصح من ــ کی وہ روایت جو ابن مسعود سے مرسلاً مروی ہوگی

مخرج ما ذکر عن رجل بعینہ عن ــ اس روایت سے اصح ہوگی جو کسی معین شخص کے

عبداللہ ــ واسطے سے ابن مسعود سے مروی ہوگی۔

اس بنا پر ارباب علم کا یہ فیصلہ ہے کہ امام نخعی، حضرت ابن مسعود سے جو مرسل روایت کرتے ہیں وہ اصح ہے اور گویا حضرت ابن مسعودؓ سے علی التواتر مروی ہے۔

مقاطیع نخعی | وہ تابعینؒ جو صحابہ کرام کے عہد میں مقدمات فیصل کرنے لگے تھے اور فتاویٰ صادر کیا کرتے تھے، ان کے اقاویل حجت سمجھے جاتے ہیں۔ محدثین کرام ان کے اقوال کو مقطوع کہتے ہیں عطاء بن ابی رباح، سعید بن المسیب، امام نخعی و امثالہم اصحاب مقاطیع ہیں۔ اور ان کے اقوال حجت ہیں، امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ "حجۃ اللہ البالغۃ" میں فرماتے ہیں:-

وکان سعید بن المسیب لسان فقہاء ــ سعید بن المسیب فقہائے مدینہ کی زبان تھے، حضرت

المدینۃ وکان احفظہم لقضایا عمرؓ ــ عمرؓ کے فیصلے اور ابوہریرہ کی حدیثیں ان کو خوب یاد

---

۱ تہذیب: ۱/۱۷۷ ایضاً کتاب التحقیق ص ۱۲۹ ۲ معانی الآثار: ج ۱ ص ۱۲۳ ۳ معانی الآثار: ص ۲

۴ التوضیح اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۳۲ ۵ سنن دار قطنی، اعلام الموقعین ج ۱ ص ۷، ص ۸ ص ۹ ۶ ج ۱ ص ۱۵ طبع مصر

لحدیث ابی ھریرۃ، وابراھیم لسان	تھیں اور ابراہیم فقہائے کوفہ کی زبان تھے یہ دونوں
فقھاء الکوفۃ فاذا الکلما لشئی ولم	جب کسی مسئلہ میں بولیں اور اپنے قول کو کسی کی طرف
ینسباہ الی احد فانہ فی الاکثر منسوب	منسوب نہ کریں تو بھی ان کے اکثر اقوال سلف میں
الی احد من السلف صریحا او ایماء	سے کسی کی طرف صریحًا یا ایماءً منسوب ہوتے ہیں

تحریر اور تقیید علم | خود آنحضرت کے عہدِ میمون میں تحریرِ حدیث اور تقییدِ علم کی مثالیں ملتی ہیں، حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو آں حضرت نے خطبہ ارشاد فرمایا، ایک یمنی ابو شاہ نامی نے آپ سے درخواست کی کہ خطبہ لکھ دیا جائے تو آپ نے فرمایا ابو شاہ کے لئے لکھ دو[1]، عمرو بن حزم کے لئے آپ نے دیات، صدقات، اور فرائض وسنن کے مسائل لکھواتے[2]، ابو جعفر محمد بن علی کہتے ہیں کہ سرور کائنات کی تلوار کی کاٹھی سے ایک صحیفہ برآمد ہوا جس میں لکھا تھا۔

ملعون[3] من اضل اعمی عن سبیل	وہ شخص ملعون ہے جس نے کسی اندھے کو راستہ
ملعون من سرق تخوم الارض	سے بھٹکا دیا۔ ملعون ہے وہ جس نے زمین کے
ملعون من تولی غیر موالیہ اوقال	حدود چوری کیئے، ملعون ہے وہ جو بلاحق تولیت
ملعون من جحد نعمۃ من انعم علیہ	متولی بن بیٹھا، یا کہا، ملعون ہے وہ جس نے انعام
	کرنے والے کی نعمت کا انکار کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کا مشہور مجموعۂ احادیث خاص طور پر قابل ذکر ہے، اس کا نام "الصادقہ" تھا، اس کی روایت عمرو بن شعیب اپنے والد سے، اور وہ حضرت عبداللہ سے کرتے تھے، بعض ائمہ اہل حدیث نے اس کو ایوب عن نافع عن ابن عمر کا درجہ دیا ہے اس مجموعہ سے ائمہ اربعہ وغیرہ نے احتجاج بھی کیا ہے[4]

حضرت عبداللہ بن عمرو کو بارگاہ نبوت سے کتابت کی اجازت ملی تھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

[1] ابوداؤد مع عون المعبود ج ۳ ص ۲۵۷، ترمذی ج ۲ ص ۳۸۳ [2] مفتاح السنۃ، عبدالعزیز الخولی ص ۷

[3] عبدالعزیز الخولی، مفتاح السنۃ [4] ایضاً مفتاح السنۃ۔

فانی[۱] اعی بقلبی وکان یعی بقلبہ ویکتب بیدہ واستأذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأذن لہ	میں دل سے یاد کرتا ہوں اور وہ (عبداللہ بن عمرو) دل سے یاد کرتے تھے، اور ہاتھ سے لکھتے تھے، انھوں نے آں حضرت سے کتابت کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو آں حضرت کا فرمان نقل کرتے ہیں:۔

أکتب[۲] فو الذی نفسی بیدہ ماخرج منہ الا حق	لکھو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس (دہان مبارک) سے حق ہی نکلتا ہے

حضرت رافع بن خدیج فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے آں حضرت سے کتابتِ حدیث کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے فرمایا۔

اکتبوا[۳] ولا حرج	لکھو، کوئی حرج نہیں ہے

حضرت ابوبکر صدیق[۴] رض حضرت علی کرم اللہ وجہہ[۵]، حضرت انس رض، حضرت ابن عباس[۶] رض، حضرت ابوہریرہ[۷] حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، سمرۃ بن جندب رضوان اللہ علیہم اجمعین سے تحریر حدیث ثابت ہے اور ان میں سے اکثر کے پاس صحیفے بھی تھے[۸]

تابعین میں سے سالم (م سنہ ۱۰۶ھ) صالح[۹] بن کیسان، ابوالزناد، رجاء بن حیوۃ[۱۰] (م سنہ ۱۱۲ھ) حسن بصری[۱۱] وغیرہ کے شاگرد حدیثیں لکھ لیا کرتے تھے، حضرت سعید[۱۲] بن جبیر لبسا اوقات حضرت ابن عباس سے روایتیں سن کر بقید تحریر لے آتے تھے

---

[۱] سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۷۷، طحاوی ج ۲ ص ۳۸۵، ترمذی ج ۲ ص ۳۸۵ [۲] دارمی ص ۶۷ [۳] مجمع بحوالہ طبرانی ج ۱ ص ۱۵۱ [۴] کنز العمال: ۵/۲۳۷ [۵] جامع بیان العلم وفضلہ لابی عمر یوسف بن عبدالبر بحوالہ مفتاح السنۃ للخولی ص ۷ [۶] ترمذی ۲/۲۳۸، طحاوی ۲/۳۸۴ [۷] طحاوی ۲/۳۸۵، ابن سعد ۵/۲۱۶، فتح الباری ج ۱ ص ۱۸۴ [۸] علم حدیث کے مبادیات مصنفہ مفتی سید عمیم الاحسان البرکتی، قلمی [۹] ترمذی ۲/۲۳۸ [۱۰] کنز العمال ۵/۲۳۷ [۱۱] تذکرۃ الحفاظ ۱/۱۰۳ [۱۲] دارمی ص ۱۹۱ [۱۳] ترمذی ۲/۲۳۹ [۱۴] ابن سعد ۶/۱۷۹

صحابہ وتابعین میں کچھ ایسے بزرگ بھی تھے جو کتابت وتحریر کو ناپسند کرتے تھے، مثلاً حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوموسیٰ اشعری امام شعبی وامام نخعی وغیرہم[1]۔

ایک دفعہ حضرت ابن مسعود کے پاس ان کے اصحاب لکھے ہوئے کاغذات برغرض تصحیح وتبیین لائے[2]، حضرت ابن مسعود نے اوراق لے اور دھوکر واپس کر دیئے[3] لیکن معن کا بیان ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود نے ان کو ایک کتاب دکھائی، اور حلفیہ کہا کہ یہ ان کے والد حضرت عبداللہ بن مسعود کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

امام محمدؒ نے جب تدوین وتصنیف کا آغاز کیا تو امام ابویوسف ناخوش ہوئے، اس پر امام محمدؒ نے کہا کہ علم کے مٹ جانے کا خوف ہے اسی لئے میں نے لکھنا شروع کیا ہے، کیونکہ اب ابویوسف جیسے قوی الحافظہ بچے پیدا نہیں ہوں گے[4]۔

امام نخعی نے جو کچھ حاصل کیا کاغذی صفحات پر لکھنے کے بجائے صفحۂ دل پر نقش کر رکھا نہ خود کبھی لکھنے کی عادت ڈالی نہ اپنے شاگردوں کے لئے یہ پسند کیا کہ کاغذ وقلم کے محتاج بنیں اپنے متعلق خود فرماتے ہیں۔

ماکتبت شیئاً قط[5] — میں نے کبھی کسی بات کو نہیں لکھا

ایک جگہ کتابت کو ناپسند کرنے کی وجہ خود بیان کرتے ہیں:

قلما[6] کتب انسان الا اتکل علیہ — ایسا کم ہوتا ہے کہ انسان کچھ لکھے اور اس پر بھروسہ

وقلما طلب انسان علما الا آتاہ — نہ کرے اور ایسا کم ہوتا ہے کہ انسان علم طلب کرے اور

اللہ منہ مایکفیہ — اللہ اس کو کافی وافی نہیں دیتا۔

ایک دفعہ[7] کا ذکر ہے کہ نخعی کے مشہور شاگرد حماد کچھ دریافت طلب امور کے لئے آئے، ان کے

---

۱ علم حدیث کے مبادیات، قلمی ۲ البستان لابی اللیث الفقیہ ص۵ طبع کلکتہ ۳ مفتاح السنۃ خولی ص۴ ۴ ایضاً حضرت علی کے صحیفہ کے لئے ملاحظہ ہو، مشکوٰۃ المصابیح ۲/۸۰ کتاب الصید والذبائح ۵ کتاب البستان ص۵
۶ طبقات: ج۶ ص۱۸۹ ۷ ایضاً طبقات ۸ ایضاً طبقات

ساتھ اطراف (اوراق یادداشت) بھی تھے، نخعی نے پوچھا یہ کیا ہیں ؟ کہا اطراف ہیں، نخعی نے برہم ہوکر کہا کیا میں نے تم کو ان سے منع نہیں کیا تھا!

اخیر عہد میں امام نخعی نے اپنا مسلک بدل دیا تھا، خود لکھتے اور کتابوں کی تحسین کرتے تھے، حماد تصریح کرتے ہیں :-

عن[۱] ابراهيم انه كان يكره الكتب	ابراہیم سے منقول ہے کہ وہ کتابوں کو ناپسند
ثم حسنها قال حماد ورأيت ابراهيم	کرتے تھے پھر انھوں نے ان کی تحسین کی، حماد
يكتب بعده	نے کہا کہ اس کے بعد میں نے ابراہیم کو لکھتے دیکھا

بعد میں جواز تحریر پر اجماع منعقد ہوگیا الفیہ عراقی[۲] میں ہے :-

واختلف الاصحاب والاتباع	فی كتبة الحديث والاجماع
على الجواز بعدهم بالجزم	لقوله اكتبوا وكتب السهمي

نخعی اور ترتیب فقہ | فقہ کی تدوین کا دور امام محمد کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے، لیکن اس کی ابتدائی ترتیب امام نخعی کے دور میں شروع ہو چکی تھی، مدینہ میں حضرت سعید بن المسیب اور کوفہ میں امام نخعی نے اس کام کو انجام دیا، امام نخعی کے پاس حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، ان کے اصحاب اور کوفہ کے فقہاء قضاۃ کے فتاوے، قضایا اور فقہی اقوال تھے جن کی ترتیب سب سے پہلے امام نخعی کے ہاتھوں ہوئی، حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں :-

وكان[۳] سعيد بن المسيب وابراهيم	سعید بن المسیب، ابراہیم (نخعی) اور ان کے
وامثالهما جمعوا ابواب الفقه	امثال تمام فقہی ابواب کو جمع کر چکے تھے اور ہر باب
اجمعها وكان لهم فى كل باب اصول	میں ان کے پاس وہ اصول تھے جو سلف سے
تلقوها من السلف	ان کو ملے ۔

علمائے احناف کا مشہور قول ہے :-

---

۱ کتاب الآثار صفحہ ۱۲ ۲ علم حدیث کے مبادیات ۳ حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۱۴ مصری

الفقہ زرعہ ابن مسعود، وسقاہ علقمۃ وحصدہ ابراہیم، ودا سہ حمّاد، وطحنہ ابو حنیفۃ، وعجنہ ابو یوسف، وخبزہ محمد، فسائر الناس اکلون من خبزہ	ابن مسعود نے فقہ کی کھیتی کی، علقمہ نے آب پاشی کی، ابراہیم نے فصل کو کاٹا حماد نے دانے الگ کئے، ابو حنیفہ نے پیسا، ابو یوسف نے آٹا گوندھا امام محمد نے روٹی پکائی، تب سب ان کی روٹی کھانے لگے۔

نخعی کے فصل کاٹنے کا مطلب بھی سن لیجئے:۔

ای جمع ما تفرق من فوائدہٖ ونوادرہٖ وھیاہ للانتفاع بہ ابراھیم بن یزید	یعنی ابراہیم بن یزید (نخعی) نے فقہی فوائد ونوادر کو جو منتشر تھے یکجا کر دیا، اور اس قابل بنا دیا کہ لوگ ان سے فائدہ اٹھا سکیں

اسی مضمون کو کسی نے نظم میں ادا کیا ہے:۔

الفقہ زرع ابن مسعود وعلقمۃ	حصادہ، ابراھیم دوّاس
نعمان طاحنہ یعقوب عاجنہ	محمد خابز والاٰکل الناس

لیکن شاعر ادا کرنے میں ناکام رہا ہے، چنانچہ حماد کو حذف کر دیا ہے، اور علقمہ کو حصاد، اور ابراہیم کو دواس بنا دینے پر مجبور ہوا ہے،

نخعی کے فقہ کا ماخذ امام نخعی کا عمل زیادہ تر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے اقوال وفتاویٰ پر تھا، بلکہ ان دونوں کے اقوال سے بہت کم تجاوز کرتے تھے اور اگر ان دونوں میں اختلاف ہوتا تو حضرت ابن مسعود کے قول کو ترجیح دیتے تھے، کیونکہ ان کا قول لطیف تر ہوتا تھا،[3]

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں:

واصل مذھبہ فتاوی عبد اللہ بن	ان کے مذہب کا اصل عبداللہ بن مسعود کے فتاوے

[1] در مختار: ج ۱ ص ۳۵ [2] رد المحتار: ج ۱ ص ۳۵ [3] فجر الاسلام: ج ۱ ص ۲۸۹

مسعود وقضایا علیؓ وفتاواہ وقضایا شریح وغیرہ من قضاۃ الکوفۃ — حضرت علی کے قضایا، شریح اور دوسرے قضاۃ کوفہ کے فیصلے ہیں"

امام نخعی اور ان کے تلامیذ حضرت عبداللہ بن مسعود کو "اثبت[1] الناس فی الفقہ" کہتے تھے،

امام نخعی کے پاس جو فقہی مواد جمع تھے وہی بعد میں فقہ حنفی کے عناصر بنے، امام محمد کی کتاب الآثار ابوبکر بن ابی شیبہ کی مصنف اور جامع عبدالرزاق سے اگر امام نخعی کے اقاویل کی تلخیص کی جائے تو یہ حقیقت روشن ہو جائے گی کہ امام ابوحنیفہ، شاذ و نادر ہی امام نخعی کے مسلک سے اختلاف کرتے ہیں، اور اگر اختلاف بھی کرتے ہیں تو فقہائے کوفہ کے حلقہ سے باہر نہیں جاتے[2]"

امام نخعی کے چند اقوال | امام نخعی کے فقہی اقاویل، فتاوے اور اُن کے مراسیل و مقاطیع کا بہترین ذخیرہ امام محمد کی کتاب الآثار ہے، مصنف عبدالرزاق و مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ سے بھی ان کے اقاویل و مراسیل کی تلخیص اور ان کے مسلک کی تدوین کی جا سکتی ہے۔

یہاں امام موصوف کے چند کلمات نمونہ کے طور پر پیش کیے جاتے ہیں:

لا یستقیم رای الا بروایۃ ولا روایۃ[3] الا برای — بغیر دیکھے ہوئے رائے قایم کرنا صحیح نہیں اور نہ دیکھنا بغیر رائے قایم کئے صحیح ہے۔

اذا قلت فی الرجل ما فیہ فقد اغتبتہ[4] وان قلت ما لیس فیہ فقد بہتّہ — اگر کسی کے متعلق تم نے وہ بات کہی جو اس میں ہے تو تم نے اس کی غیبت کی، اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے تو تم نے بہتان باندھا۔

البلاء[5] مؤکل بالکلام — بلاء الفاظ کے ساتھ بندھی ہے۔

اسّروا[6] ما شئتم واعلنوا ما شئتم ما من عبد یسر الا البسہ اللہ تعالیٰ رداء — چھپاؤ جو چاہو اور ظاہر کرو جو چاہو جب بھی کوئی بندہ چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایک چادر اوڑھا دیتا ہے۔

---

[1] الحجۃ، ص ۱۱۵ [2] الحجۃ: ج ۱ ص ۱۱۶ [3] البدایۃ، ابو الفداء: ج ۹ ص ۱۲۱ [4] کتاب الآثار ص ۱۱۹ [5] ایضاً ص ۱۲۰ [6] ایضاً

اذا[1] رایت الرجل یتھاون بالتکبیرۃ — جس کو دیکھو کہ تکبیرۂ اولیٰ سے سستی برتتا ہے

الاولیٰ فاغسل یدیك من فلاحہ — اس کے فلاح سے اپنے ہاتھ دھو بیٹھو

قرنِ صحابہ میں جو ہولناک خانہ جنگیاں ہوئیں ان کے متعلق امام عالی مقام نہایت حکیمانہ جملہ فرماتے ہیں

تلك دماء[2] قد سلمت منھا ایدینا — اس خون سے ہمارے ہاتھ بچے رہے ہیں، لہذا

فلا نلطخ بھا السنتنا — اپنی زبان ہم اس سے ملوث نہیں کرتے۔

علامۂ ذہبی نے حسب ذیل قول بھی امام نخعی کی طرف منسوب کیا ہے:

ابوھریرۃ[3] لیس نفقیہ — ابوہریرہ فقیہ نہیں ہیں

---

[1] البدایۃ: ج ۹ صفحہ ۱۴۰ [2] کتاب البستان صفحہ ۲۱۲ [3] میزان الاعتدال: ج ۱ ص ۳۵، ذہبی کی عبارت یہ ہے: ونقموا علیہ قولہ: ابوھریرۃ لیس نفقیہ۔ ذہبی کا یہ بیان کسی محقق ذریعہ سے پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچا، عمائد حنفیہ میں سے کسی کا یہ مسلک نہیں ہے، شیخ ابوالحسن کرخی اور ان کے اصحاب ہر عدل و ضابطہ کی روایت کو قیاس پر مقدم رکھتے ہیں بشرطیکہ وہ روایت کتاب و سنت مشہورہ کے خلاف نہ ہو (کتاب التحقیق صفحہ ۱۶۴) امام ابوحنیفہ و محققین حنفیہ کا مسلک حسب ذیل ہے:

فان محمدا رحمہ اللہ یحکی عن ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی غیر موضع انہ احتج بمذھب انس بن مالك رضی اللہ عنہ وقلدہ فما ظنك فی ابی ھریرۃ؟ حتی ان المذھب عند اصحابنا رحمھم اللہ فی ذلك انہ لا یرد حدیث امثالھم الا اذا انسد باب الرای والقیاس منہ اذا انسد صار الحدیث ناسخا للکتاب والحدیث المشھور معارضا للاجماع وذلك مثل حدیث ابی ھریرۃ	امام محمد امام ابوحنیفہ سے متعدد جگہ نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت انس کے مذہب سے احتجاج کیا، اور ان کی تقلید کی، تو ابوہریرہ کے متعلق تمہارا کیا گمان ہو سکتا ہے؟ اصحاب حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ انس و ابوہریرہ اور ان کے امثال کی حدیثیں اس وقت رد کی جائیں گی جبکہ ان پر عمل کرنے سے رائے و قیاس کا دروازہ بند ہونے لگے، ورنہ وہ کتاب و سنت مشہورہ کے لئے ناسخ اور اجماع کے معارض ہوں گی، اس کی مثال ابوہریرہ کی حدیث ....

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

اس قول کی نسبت امام نخعی کی طرف صحیح نہیں، البتہ اس کی نسبت علیسیٰ بن ابان اور قاضی ابوزید کی طرف کی جاتی ہے،

امام نخعی اور فرق مبتدعہ | امام نخعی امت کے داخلی فسادات سے بہت نالاں تھے، نئے نئے فرقے رونما ہو چکے تھے، جن کے شر سے عوام کا بچنا بہت مشکل تھا، ائمۂ حق ان فتنوں کو دیکھ رہے تھے اور بقدر طاقت ان سے بچے رہنے کی تاکید و تلقین کر رہے تھے، امام نخعی بھی اپنے اصحاب و حلقۂ معتقدین کو فرقِ مبتدعہ کی ریشہ دوانیوں سے بچنے کی ہدایت کرتے رہے۔

ایک شخص محمد نامی امام موصوف کی مجلس میں شریک ہوتا تھا، اس کے متعلق یہ معلوم ہوتے ہی کہ ارجاء کی باتیں کرتا ہے، آپ نے آنے سے منع کر دیا[1]، محل کا بیان ہے کہ انھوں نے اپنے شاگردوں کو مرجئہ کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے منع کر دیا تھا[2]، اعمش کہتے ہیں:

ذکر عند ابراهيم المرجئة فقال لهم	ابراہیم سے فرقہ مرجئہ کا ذکر کیا گیا تو کہنے لگے کہ یہ لوگ
البغض الیّ من اهل الكتاب	میرے نزدیک اہل کتاب سے زیادہ برے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) فی المصراة انه انسد فیه باب الرای فصار ناسخا للکتاب والسنة المعروفة معارضا للاجماع فی ضمان العدوان الخ بزدوی، ص۲۷۹ ..... (مصراۃ والی) ہے جو کتاب و سنت معروفہ کے لئے ناسخ اور اجماع فی ضمان العدوان کی معارض ہے۔

حضرت ابوہریرہ کی فقاہت ایک امر محقق ہے قرنِ صحابہ میں فتویٰ دینے کے لئے جس تو قد و تفقہ اور اجتہاد کی ضرورت تھی وہ ظاہر ہے سرورِ کائنات صلعم کی صحبت کی برکت سے صحابۂ کرام کو شرحِ صدر و بصیرت عامہ حاصل تھی، البتہ یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ خلفائے راشدین، حضرات عبادلۃ، حضرت عائشہ و حضرت ابوموسیٰ اشعری وغیرہ کی معاملہ فہمی و فطانت بلاشبہ دیگر صحابہ سے بڑھی ہوئی تھی، صحابہ کرام میں باعتبار فہم و فراست جو اختلاف مراتب تھا اس کا اندازہ خود سرورِ کائنات روحی فداہ کے ارشادِ گرامی سے ہو سکتا ہے کہ: لیلینی منکم اولو الاحلام والنھی ثم الذین یلونھم الخ (نسائی مجتبائی: ج ۱ ص ۱۲۹، باب من یلی الامام ثم الذی یلی)

[1] کتاب التحقیق، ص۱۶۳، اس مذہب کی نسبت عیسیٰ بن ابان نیز امام محمد کی طرف بھی مشکوک ہے۔ ملاحظہ ہو فیض الباری، ج ۳ ص ۱۳۲ ایضاً العرف الشذی ص۴۴۶۔ [2] طبقات ج ۶ ص۱۹۱ [3] ایضاً [4] ایضاً ۱۹۲

ابو معشر امام نخعی سے روایت کرتے ہیں:

لو کنتُ مستحلا قتال احد من اهل القبلة لاستحللت قتال هؤلاء الخشبية	اگر اہل قبلہ میں سے کسی سے جنگ کو میں جائز سمجھتا تو فرقہ خشبیہ کی جنگ کو جائز قرار دیتا۔

آپ سے کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عثمان ذو النورین رضی کے متعلق سوال کیا تو کہا میں نہ سبائیہ سے ہوں نہ مرجیہ سے، ایک دفعہ ایک شخص بول اٹھا، حضرت علی رض میرے نزدیک ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سے بھی بڑھ کر ہیں، یہ سنا تو آپ نے برافروختہ ہو کر فرمایا۔

اما ان علیا لو سمع کلامك لاوجع ظهرك اذا كنتم تجالسونا بهذا فلا تجالسونا	اگر علی رض تیری بات سنتے تو ضرور تجھے پیٹتے، ایسی باتوں کے لئے میرے پاس بیٹھتے ہو تو نہ بیٹھا کرو

ایک موقعہ پر امام نخعی خود اپنا طبعی رجحان بیان کرتے ہیں کہ علی رض مجھ کو عثمان رض سے زیادہ محبوب ہیں، اور مجھ کو آسمان سے گرنا زیادہ پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ حضرت عثمان کی تنقیص مقصود ہو شاید اسی بناء پر ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں نخعی کو شیعہ میں شمار کیا ہے۔

ازدواجی زندگی امام نخعی کے خانگی حالات بہت کم معلوم ہیں، اتنا ضرور پتہ چلتا ہے کہ ان کی دو شادیاں ہوئی تھیں، ابو الہیثم نے آپ کی وصیت جن لفظوں میں بیان کی ہے ان سے صاف مترشح ہے کہ امام نخعی کی دو بیویاں تھیں، ان کے الفاظ یہ ہیں:

اوصی الیّ ابراهیم وکان لامرأته الاولی شئ الخ	ابراہیم نے مجھے وصیت کی، اور ان کی پہلی بیوی کی کوئی چیز تھی۔

ان میں سے ایک کا نام ہنیدۃ تھا جو امام نخعی کی وفات کے بعد تک زندہ رہیں، چنانچہ شعیب بن الحجاب کہتے ہیں

حدثتنی هنیدة امرأة ابراهیم ان ابراهیم کان یصوم یوما ویفطر یوما	مجھ سے ابراہیم کی بیوی ہنیدہ نے بیان کیا کہ ابراہیم ایک روز روزہ رکھتے تھے اور ایک روز طرح دیتے تھے

صلہ ۱۹۲

لہ ایضاً ص ۱۹۵ ٢ہ ایضاً ص ۱۹۲ ٣ہ ایضاً ص ۱۹۱ ٤ہ ایضاً ص ۱۹۲ ٥ہ شذرات الذہب: ج ۱ ص ۱۱۱ ٦ہ طبقات: ج ۶ ص ۱۹۸ ٧ہ ایضاً

اولاد امام نخعی کی دو لڑکیاں تھیں، ابوالہیثم کہتے ہیں کہ مرض الموت میں ابراہیم کو میں دیکھنے گیا تو وہ رونے لگے، اور جب میں نے رونے کا سبب پوچھا تو جواب میں کہا کہ میں دنیا کے لئے بیقرار نہیں ہوں، بلکہ مجھے دونوں بچیوں کا خیال[1] ہے۔

اولادِ ذکور کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا، صرف ایک لڑکے کا پتہ چلتا ہے جس کا نام ابان تھا، امام طبری (م ۳۱۰ھ) نے آیت "کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیۃ الخ" کی تفسیر میں ابان بن ابراہیم النخعی کی حسب ذیل روایت نقل کی ہے:-

حدثنا الحسن بن یحیی قال اخبرنا	ہم سے حسن بن یحیی نے بیان کیا، اور ان کو عبدالرزاق
عبدالرزاق قال اخبرنا معمر	سے معلوم ہوا اور ان کو معمر نے ابان بن ابراہیم نخعی
عن ابان بن ابراھیم النخعی فی قولہ	کی روایت سنائی اِن ترک خیرا کی تفسیر میں کہ
ان ترک خیرا قال الف درھم	(خیر سے) ایک ہزار درہم سے لے کر پانچ سو درہم
الی خمسمأۃ	تک مراد ہے۔[2]

لباس رنگین کپڑے امام نخعی کو پسند تھے، عوام بن حوشب کہتے ہیں کہ میں نخعی کے گھر گیا تو ان کو سرخ کپڑے میں ملبوس پایا، بستر بھی رنگین ہی تھے، سلیمان بن بسیر کہتے ہیں کہ نخعی زرد رنگ کی دو چادروں میں باہر نکلتے تھے اور اسی لباس میں جامع مسجد جاتے اور جمعہ کی نماز پڑھتے تھے، عبداللہ بن عون سے ابوقطن نے پوچھا کہ نخعی کو معصفر کپڑوں میں دیکھا ہے، عبداللہ نے کہا ہاں لیکن رنگ میں شوخی نہیں ہوتی تھی، مُحل کہتے ہیں کہ ابراہیم طیلسانی چادر اوڑھ کر امامت کرتے تھے ابوزیاد اور ابوالہیثم القصاب کا بیان ہے کہ قلنسوہ اوڑھتے تھے جو لومڑی کی کھال کا یا طیلسانی ہوا کرتا تھا، بکیر بن عامر کا بیان ہے کہ میں نے ابراہیم کو عمامہ باندھے دیکھا ہے، وہ شملہ پیچھے چھوڑ دیتے تھے۔[3]

امام موصوف لوہے کی انگشتری استعمال کرتے تھے، منصور کہتے ہیں کہ ان کی انگوٹھی پر یہ عبارت

---

[1] طبقات ۱۹۵ [2] تفسیر طبری: ج ۲ ص ۶۹ [3] طبقات ج ۶ ذکر نخعی

کندہ تھی۔

ذبابٌ للہ ونحن لہ	ایک مکھی دیکھی، خدا کی ہے اور ہم بھی اُسی کے ہیں

ان کی متعدد انگشتریاں تھیں بعض کا نقش یہ تھا۔

اللہ ولیُّ ابراهیم	اللہ ابراہیم کا ولی ہے

حماد کا بیان ہے:۔

وکل خاتم ابراهیم من حدید	ابراہیم کی سب انگوٹھی لوہے کی تھی

حضرت عبداللہ بن مسعود نے بھی لوہے کی انگوٹھی استعمال کی تھی، چنانچہ اعمش کی روایت ہے

قال رأیت فی ید ابراهیم النخعی خاتما	کہا میں نے ابراہیم نخعی کے ہاتھ میں لوہے کی انگشتری
من حدید فقال ابراهیم اخبرنی	دیکھی تو ابراہیم نے کہا مجھے خبر دی ہے اس شخص نے
من رای علی ید ابن مسعود خاتما	جس نے ابن مسعود کے ہاتھ میں لوہے کی انگشتری
من حدید	دیکھی

اخلاق وعادات امام نخعی سادہ مزاج بے تکلف، نام ونمود سے بیزار تھے، عجلی کا بیان ہے:

وکان رجلا صالحا، فقیها متوقیا	صالح، فقیہ، پرہیزگار، بے تکلف شخص تھے۔ اور
قلیل التکلف	شہرت سے بچتے تھے

اعمش کہتے ہیں:

کان ابراهیم صیرفیا فی الحدیث	ابراہیم حدیث کے صرّاف تھے اور شہرت سے
وکان یتوقی الشهرۃ	بچتے تھے۔

طبیعت کے صلح پسند تھے، خود کہتے ہیں کہ میں کبھی کسی سے نہیں لڑا، ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھنا ناپسند کرتے تھے، کوئی مزاج پرسی میں کہتا: کیف اصبحتم، تو جواب میں کہتے: بنعمۃ من اللہ

لہ ایضاً ج ۶، والبستان ص۱۵۰ ئہ کتاب الآثار ص۱۲۳ ئہ ایضاً ئہ البستان ص۱۵۹ ۵ تہذیب: ج ۱ ص۱۷۷
ئہ تذکرۃ الحفاظ: ج ۱ ص۷۰ ئہ طبقات: ج ۶ ص۱۹۱ ۵ ایضاً ص۱۹۰ ئہ ایضاً ص۱۹۵

(اللہ کا احسان ہے) اپنی چیزوں کو خود اُٹھا لینے میں باک نہ تھا اعمشؓ کہتے ہیں :۔

ربما رایت مع ابراهیم الشئ یحمله — بسا اوقات میں نے ابراہیم کو دیکھا کہ اپنی چیز آپ اٹھا
یقول انی لارجو فیه الاجر یعنی فی — لیتے اور کہتے میں اس میں ثواب کی امید رکھتا ہوں
حمله — یعنی بوجھ اُٹھانے میں۔

مہماں نوازی کا جذبہ رکھتے تھے، اور صدقہ و خیرات بھی کیا کرتے تھے، چنانچہ ابو مسکینؒ کہتے ہیں کہ ابراہیم اپنے گھر میں کھجور رکھنا پسند کرتے تھے کہ مہمان آ جائے تو کھجور ہی پیش کرنے کو ہو یا کوئی سائل پہنچے تو وہی صدقہ ہو۔

امراء کے ہدایا قبول کیا کرتے تھے، چنانچہ ابو ذر ہمدانی کے ساتھ زہیر بن ازدی عامل حلوان سے اپنا وظیفہ مانگ لاتےؒ، ایک دفعہ نعیم بن ابی ہند نے ایک خم طلاء بھیج دیا، تو آپ نے قبول کیا طلاء بہت زیادہ شیریں تھا لہذا مزید پختہ کے بعد اس کو نبیذ بنا لیاؒ۔

خوف خدا اور ترحم علی الخلق کا یہ حال تھا کہ خادم کو سزا دینا چاہتے تو کہتے، احمد اللہ لا ضربنک اس کے بعد چابک منگواتے اور کہتے ہاتھ پھیلاؤ، پھر ایک بار مارتے اور بس کرتے۔

فطرۃً خاموشی پسند تھے، ابو بکر بن عیاشؒ کا بیان ہے کہ ابراہیم اور عطاء سے جب تک سوال نہیں کیا جاتا تھا نہیں بولتے تھے۔

امام نخعی کی طبیعت میں مزاح کا بھی رنگ تھا، ایک دفعہ کسی نے ان سے کہا کہ سعید بن جبیرؒ ایسا کہتے ہیں تو نخعی نے کہا اُن سے جا کر کہدو کہ ترکستان کا راستہ لیں، جب حضرت سعید سے کہا گیا کہ نخعی ایسا کہتے ہیں تو انھوں نے کہا نخعی کو ٹھنڈے پانی میں بیٹھنے کو کہو۔

شاید ٹھنڈا پانی امام موصوف کو بہت مرغوب تھا، کہتے ہیں :۔

ماقرأت هذه الایة الاذکرت الماء — میں جب بھی آیت وحیل بینهم وبین ما یشتهون
البارد وحیل بینهم وبین ما یشتهون — پڑھتا ہوں، ٹھنڈے پانی کا خیال آتا ہے۔

---

۱ ایضاً ص۱۹۲ ۲ ایضاً ص۱۹۳ ۳ البستان ص۱۰۱ ۴ طبقات: ج ۶ ص۱۹۳ ۵ ایضاً ص۱۹۳ ۶ ایضاً ص۱۹۲ ۷ شذرات الذہب ج ۱ ص۱۱۱، ابن قتیبہ: ص۲۳۵ ۸ طبقات ج ۶

نخعی اور حجاج | حجاج کی شخصیت جس طرح سیاست و تدبیر، انصرام نظام اور ملک جہانبانی میں روشن پہلو رکھتی ہے اسی طرح ظلم و تعدی اور قہر و جبروت کا تاریک تر پہلو بھی رکھتی ہے، ائمہ اسلام کو حجاج کی سنگدلی و تشدد سے جو نقصان پہنچا تاریخ میں اس کا ایک سرخ باب قائم ہے، حجاج بزور شمشیر ائمہ حق کی زبان بند کرنا چاہتا تھا، لیکن حق کی زبان نہ کبھی خاموش ہوئی ہے اور نہ ہوسکتی ہے، علمائے امت قربانیاں کرتے رہے اور علی الاعلان حجاج کی ناجائز کارروائیوں کے خلاف ان کی آواز بلند ہوتی رہی، امام نخعی فرماتے تھے:۔

كفى به عمى ان يعمى الرجل عن امر الحجاج — آدمی کے اندھا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ حجاج کی کارروائیوں کو دیکھتے ہوتے اندھا بنا رہے

منصور کہتے ہیں[۱] کہ میں نے ابراہیم نخعی سے حجاج پر لعنت بھیجنے کے متعلق پوچھا تو انھوں نے جواب دیا کیا اللہ تعالیٰ نہیں فرماتا ہے۔

الا لعنة الله على الظالمين — ہوشیار! خدا کی لعنت ہے ظالموں پر

غرض نخعی حجاج کے اُن سخت مخالفین میں سے تھے جو حجاج پر لعنت بھیجنے میں بھی دریغ نہ کرتے تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ بہتیرے ائمہ فقہ و حدیث اور اعیان امت عبدالرحمن بن الاشعث کے ساتھ ہوگئے تھے، ان میں سے امام شعبی اور حضرت سعید بن جبیرؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں، حجاج کی نظروں میں امام نخعی کی ذات بھی مشتبہ تھی، نخعی اس ظالم کی گرفت سے بچتے رہے، اکثر جمعہ[۲] اور عیدین میں شرکت بھی نہیں کر سکتے تھے،

امام نخعی کی زندگی ہی میں حجاج فوت[۳] ہوا۔ حجاج کی موت نے بہت بڑی مصیبت کا خاتمہ کردیا چنانچہ حماد اس کی بشارت اپنے شیخ امام نخعی کو سناتے ہیں اور وہ سجدۂ شکر ادا کرتے ہیں حماد کہتے ہیں:۔

---

۱ طبقات: ج ۶ ص ۱۹۵ ۲ طبقات: ج ۶ ص ۱۹۵ ۳ ایضاً، عن حسن بن عمرو ۴ ۹۵ھ رمضان شوال ۵ طبقات: ج ۶ ص ۱۹۵

ماكنت ارى احدا يبكي من الفرح	میں نے خوشی سے روتے ہوئے کسی کو نہیں دیکھا
حتى رايت ابراهيم يبكي من الفرح	تھا تا آنکہ ابراہیم کو میں نے خوشی سے روتے دیکھا

ایک عجیب قربانی | حجاج کے ظلم و استبداد، اور امام نخعی کی مقبولیت سے متعلق ایک عجیب[1] واقعہ ہے کہ حجاج نے جب ابراہیم نخعی کو پکڑ منگوایا تو ان کے ہمنام ابراہیم تیمی نے جو بنی تیم الرباب سے تھے اور جن کی کنیت ابو اسماء تھی، اپنے کو پیش کر دیا، حالانکہ تیمی جانتے تھے کہ حجاج کو نخعی کی تلاش ہے حجاج نے ابراہیم تیمی ہی کو نخعی سمجھ کر قید خانہ میں ڈلوا دیا، تیمی وہیں فوت ہوئے، حجاج کو خواب میں یہ آواز سنائی دی کہ آج رات اس شہر میں ایک جنتی فوت ہوا ہے، صبح کو حجاج نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ابراہیم (تیمی) نے وفات پائی - حجاج بولا شیطانی خواب تھا، اور اس مجسمۂ ایثار کو کناسہ میں ڈلوا دیا،

اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حجاج امام نخعی کا شدید دشمن تھا، اور بزعم خود اس نے نخعی ہی کو قید خانہ بھجوایا تھا،

امام نخعی سے حجاج کی عداوت صرف اسی وجہ سے تھی کہ وہ حجاج کے تمرد و سرکشی کے خلاف علانیہ صدا بلند کر رہے تھے، ورنہ ابن الاشعث سے ان کو کوئی تعلق نہ تھا، یحییٰ بن سعید کہتے ہیں

لم يكن ابراهيم[2] مع ابن الاشعث	ابراہیم، ابن الاشعث کے ساتھ نہ تھے

عجلی خیثمہ بن عبد الرحمن کے ساتھ نخعی کا اس طرح ذکر کرتے ہیں؛

لم ينج من[3] فتنة ابن الاشعث الا	ابن الاشعث کے فتنہ سے صرف وہ (خیثمہ) اور
هو وابراهيم النخعي	ابراہیم نخعی بچے رہے

امام نخعی کی وصیت | ابو ہیثم کا بیان ہے کہ امام نخعی نے یہ وصیت کی تھی کہ اگر چار آدمی موجود ہوں تو ان کی وفات کی خبر کسی کو نہ دی جائے ابو ہیثم کو امام نخعی کی یہ بھی وصیت تھی کہ اُن کی پہلی بیوی کی چیزیں اس کے ورثہ کو دیدی[4] جائیں، چنانچہ ابو ہیثم نے ایسا ہی عمل درآمد کیا،

---

[1] طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۱۹۵ [2] ایضاً ص ۱۹۹ [3] طبقات ج ۶ ص ۱۹۵ [4] تہذیب ج ۳ ص ۱۷۷ [5] طبقات ج ۶ ص ۱۹۸ [6] ایضاً

وفات | وفات کے وقت امام نخعی بہت زیادہ پریشاں خاطر تھے، ان سے پوچھا گیا کہ اس قدر پریشاں کیوں ہیں؟ تو کہا اس سے بڑھ کر خطرہ کا وقت اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم فرشتہ موت کے منتظر ہیں، جو خدائی حکم ساتھ لائیگا، اور پھر وہی باتیں ہوں گی، یا تو جنت کی بشارت دیگا، یا دوزخ کی طرف گھسیٹے گا واللہ مجھے یہ پسند ہے کہ قیامت تک میری روح حلق میں اٹکی رہ جائے[۱]،

تجہیز وتکفین | جنازہ[۲] میں صرف سات آدمی شریک تھے، عبدالرحمٰن[۳] بن الاسود بن یزید نے جو امام نخعی کے ماموں زاد بھائی تھے نماز جنازہ پڑھائی، بقول ابن عون[۴] رات کے وقت سپرد خاک کئے گئے

سن وفات کی تعیین | ۹۵ھ یا ۹۶ھ ہجری امام نخعی کی وفات کا سال ہے، علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ ۹۵ھ کے اخیر میں ان کی وفات ہوئی، اور طبقات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعہد ولید بن عبدالملک ۹۶ھ میں انھوں نے انتقال کیا، ابن قتیبہ کی تصریح بھی یہی ہے

علامہ ذہبی اور ابن سعد کا یہ اختلاف ختم ہو سکتا ہے اگر یہ کہا جائے کہ ۹۶ھ کے اوائل میں نخعی کی وفات ہوئی، ابونعیم کہتے ہیں:۔

سألت ابن بنت ابراهیم فقال بعد	میں نے ابراہیم کے نواسہ سے پوچھا تو کہا کہ حجاج کے
الحجاج باشهر اربعة او خمسة	چار یا پانچ ماہ بعد (ابراہیم کی وفات ہوئی)

ابونعیم اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں:۔

كانه مات أول سنة ست وتسعين	گویا ۹۶ھ کے اوائل میں نخعی نے انتقال کیا۔

ابونعیم کے قول کے مطابق امام نخعی کا انتقال ۹۶ھ صفر یا ربیع الاول میں ہوا، کیونکہ حجاج کی وفات ۹۵ھ رمضان یا شوال میں ہوئی،

پیشتر یہ ذکر ہو چکا ہے کہ حجاج نخعی کی زندگی ہی میں فوت ہوا، اور ابونعیم کی تصریح بھی یہی ہے لیکن علامہ عجلی کہتے ہیں:۔

مات وهو مختف من الحجاج	حجاج سے روپوشی کی حالت میں وہ (ابراہیم) مرے

لیکن عجلی کی تردید کیلئے طبقات اور ابونعیم کی تصریحات کافی وافی ہیں، وھذا آخر ما اردنا من ایرادہ فی الباب

[۱] وفیات الاعیان: ج ۱ ص ۳ [۲] شذرات الذہب: ج ۱ ص ۱۱۱ [۳] ایضاً [۴] طبقات ج ۶ ص ۱۹۸ [۵] ایضاً ص ۱۹۹ [۶] ایضاً [۷] تہذیب ج ۱ ص ۱۷۸